Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index
ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online) E-Mail:muloomi@iub.edu.pk
Vol.No: 31, Issue:01. (Jan-June 2024) Date of Publication: 17-05-2024
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

كلمة "السكينة"اور"الطمأنينة"علم دلالة کے تناظر میں

A Semantic Study of Quietness and Tranquility in Holy Quran

Dr. Musarrat Jamal
Professor Department of Arabic, University of Peshawar
Email: mussarat@uop.edu.pk
Memona Amaan
Ph. D Scholar Department of Arabic, International Islamic University Islamabad
E mail: memoona@gmail.com.pk

ABSTRACT:

The present research unveils the beauties of Quranic word “السكينة” and “الطمأنينة” in the light of science of Semantics. It proves the newness of word “السكينة” "Quietness" and “الطمأنينة”, "Tranquility" through the context of the Holy Quran. The research shows that Allah, Praised and Exalted, added “السكينة” to Himself in three locations in the Quran, and that it has connected with the verb "أنزل" in five locations. It has also revealed in time of war and hardship. The research shows that “الطمأنينة” comes in different forms in the Quran in thirteen locations denoting non turbulence.

The research proves the denotation of the utterances referring to “السكينة” and “الطمأنينة”, such as "اخبأت", "to be humble", "الهون", "modesty", and, "dignity"الوقار". The research shows that the Quranic utterances have

special and particular impact, being put, by the Omnipotent, in their precise locations, and that each word brings forward a new meaning.

مقدمہ:

قرآن پاک اللہ پاک کا ایسا کلام ہے جس کے علوم وفنون بحر بیکراں کی مانند ہیں، یہ وہ لاثانی کلمات ہیں جن کے لئے سمندروں کی سیاہی اور درختوں کے قلم تو ختم ہو سکتے ہیں لیکن ان کی تفسیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ محققین کی بحوث تو ختم ہو سکتی ہیں لیکن تحقیق میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔ بلکہ ہر روز اپنے پڑھنے والوں کو بار بار تدبر و تفکر کے نئے عنوانات سے روشناس کراتی ہے۔

علوم نحویہ، صرفیۃ، بلاغیۃ کی طرح علم دلالۃ بھی تضادات، تکرار، تشارکات، و متباینات کلمات کی گہرائیوں کو منکشف کرتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں قرآن کے دو کلمات "السكينة" اور "الطمأنينة" کا لغوی مطالعہ پیش نظر ہے جن کا مقصود دلالت کلمات کی عمق و عمدگی کو بیان کر کے قارئین کے افکار کو نئے انداز دینے ہیں۔ ذیل میں دونوں کلموں کا لغوی اور اصطلاحی معنی پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا باہمی ربط اور حسن ربط پیش خدمت ہے۔

کلمۃ سکینۃ کی لغوی اور اصطلاحی دلالت:

ا۔ لغوی دلالت:

کلمة "سکینة" کی اصل لغت میں "س۔ ک۔ ن" ہے جو حرکت واضطراب کے متضاد معنی دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''سكن الشیء' يسكن سكنا' فهو ساكن ' واسكن الاهل''[1] وہ لوگ جو گھر میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔

اور سکون کا معنی ہے کسی چیز کا بعد حرکت کے قرار پکڑنا۔ کسی وطن میں قرار پکڑنے کے لئے بھی کہا جاتا ہے کہ "فلان سكن مكان كذا، اى استوطنه"، عربی زبان میں جگہ کو "مسکن" کہا جاتا ہے جس کی جمع "مساکن" ہے چھری کو "سکین" کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے ذبیحہ کی حرکت کو ختم کیا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِى أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ﴾[2] ، پس کہا جاتا ہے کہ فرشتہ مؤمن کے دل کو امن فراہم کرتا ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "السکینۃ" اور "السکن" مفرد ہیں جو رعب زائل کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں[3]۔

لسان العرب میں ابن منظور بیان کرتے ہیں[4] کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے معنی یہ بتائے ہیں کہ "سكينة باد خجوج ہے"[5]، اور خجوج گرمیوں میں چلنے والی سخت گرم ہوا ہے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ: "سکینۃ فرشتہ ہے جو مؤمن کے دل کو پر سکون کرتا ہے"[6]۔ ابن الانباری نے فرمایا: "سكينة فعيلة کے وزن پر ہے اور اس کے معنی سکون ہیں"[7]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "قرآن میں سکینۃ کا ہر کلمہ "الطمأنیۃ" کہ معنی میں ہے سوائے اس آیۃ کے: ﴿وَقالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسى وَآلُ هارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلائِكَةُ إِنَّ فِي ذلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾[8]، اور سکینۃ غصے اور خوف کے وقت بے چینی کی کیفیت کے ختم ہونے کا نام ہے[9]، اور یہ کلمہ سنجیدگی اور وقار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے[10]۔

اصطلاحی دلالت:

اصطلاح میں "**السکینة**" غیب سے اترنے والی وہ کیفیت ہے جو دل کو مطمئن کرے۔ یہ دل میں پیدا ہونے والی وہ روشنی ہے جو دل کو اس کے مشاہدات پر پر سکون کرنے اور آنکھ کے یقین کی بنیاد ہے[11]۔

یہ وہ سکون ہے جو اللہ کے طرف سے دل پر اترتا ہے ایسے وقت میں جب بندہ خوف کی وجہ سے انتہائی بے چینی کی کیفیت سے دوچار ہو۔ اور اس سکینۃ کے اترنے کے بعد پھر کوئی پریشانی نہ رہے اور ایمان ویقین اور ثابت قدمی کی طاقت میں اضافہ کردے[12]۔

سکینۃ خوف کے بعد قلبی ثبات کی کیفیت کا نام ہے، اور دل کا پر سکون ہونا اس سے بے چینی اور پریشانی کا دور ہونا ہے، جب کہ یہ اللہ کی جماعت کو دشمن سے مقابلے کے وقت حاصل ہوتی ہے[13]۔

یہ وہ روحانی کیفیت ہے جو مؤمنین کے دلوں کو سخت مشکلات، آزمائشوں اور تکالیف میں حاصل ہوتی ہے۔ سکینت اور ایمان کے درمیان گہرا تعلق ہے جب ایمان بڑھے گا تو سکینت زائد ہوگی۔ سکینت، اطمینان، وقار اور سکون کا وہ احساس ہے جو حق، ثابت قدمی اور بہادری کی صورت میں مشکلات میں سامنے آتا ہے۔ سکینت کے نزول سے خوف اور بے چینی کا ازالہ ہوتا ہے، اور دل وہ طمانیت حاصل کرلیتا ہے جو غیب سے اس پر اترتی ہے[14]۔

لفظ "السكينة" کا قرآن میں استعمال:

کلمہ سکینہ کا مادۃ (س۔ک۔ن) ہے اور قرآن میں یہ مختلف صیغوں میں استعمال ہوا ہے جیسے: سكن، لتسكنوا، دسکن، ساکنا، مساکن، مسکن، سکین۔

اور یہ تمام صیغے آپس میں قریب المعانی ہیں نہ کہ ہم معانی، وہ معانی جو لفظ اصلی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے وہ اس کے اصل معانی کے لئے وضع کیا گیا ہے جب کہ جدید معانی وہ ہیں جو متعدد کیفیات کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ کیفیات درحقیقت تطور دلالی ہے یعنی کسی کلمہ میں رونما ہونے والی معنوی تبدیلیاں، اور یہ تبدیلیاں اصل معنی سے مجازا حاصل کی جاتی ہیں کیونکہ الفاظ محدود ہیں، جب کہ معانی غیر محدود ہیں[15]۔

مقاتل[16] نے بیان کیا ہے کہ قرآن میں تسکین چار وجوہات کی بنیاد پر استعمال ہوتا ہے۔

- ✓ **اول**۔ التسکن۔ بمعنی (**قرار**)، جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَناً وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَاناً ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾[17]،

اسمیں یہ فرمان بھی ہے: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ﴾[18]، (تاکہ تم اس میں قرار پاؤ)۔

- ✓ **دوم**: التسکین، مراد نزول (**اترنا**) ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ﴾[19]، مراد (لنسکنکم: ہم تمہیں ضرور ٹھہرائیں گے) ہے، پھر فرمان ہے:

﴿وَسَكَنْتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾[20]، یعنی (ہم نے تمہیں بسایا ظالموں کہ ٹھکانوں میں)۔

پھر فرمایا: ﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾[21]، یعنی (تم اور تمہاری بیوی اس میں رہو)۔

- ✓ **سوم**: انسیت (راحت) جیسا کہ کلام الٰہی میں ہے:

﴿هُوَالَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍوَجَعَلَ مِنْهَازَوْجَهَالِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾[22]،(تاکہ وہ اس سے مانوس ہو جاؤ)۔

✓ چہارم: السکن، یعنی (طمانیت) اور یہ اس قول سے ظاہر ہے:

﴿إِنّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾[23]،یعنی (ان کے دل مطمئین ہو جائیں)، اور یہ فرمان الہی: ﴿فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَ أَثَابَهُمْ فَتْحًاقَرِيبًا﴾[24]،یعنی (ان کے دلوں کو اطمینان حاصل ہو)۔

قرآن کریم میں کلمہ "السکینۃ" چھ مرتبہ آیا ہے، جیسے کہ پہلی بار اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:

﴿أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌمِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّاتَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ﴾[25]،

کلمہ سکینۃ کی دلالت پر بہت زیادہ الفاظ ہیں -اس مقام پر مفسرین کے ہاں امام جوزی نے "السکینۃ" کی دلالت کے لئے کئی اقوال نقل کئے ہیں[26]۔

- **پہلا قول** یہ ہے کہ یہ جنت کے اندر سونے کی رکابی ہے جس میں انبیاء کرام کے دل دھوئے جاتے ہیں، اس کو ابو مالک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
- **دوسرا قول** یہ ہے کہ یہ ایک اللہ کی طرف سے ایک بولنے والی روح ہے کہ جب لوگوں میں اختلاف ہوا تو اس نے ان کو اس کی وضاحت سے باخبر کیا۔(اس کو عبد الصمد بن معقل نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے)
- **تیسرا قول** کلمہ السکینۃ جو کہ آیت سے معروف ہے یعنی لوگ سکون پاتے ہیں۔(اس کو ابن جریج نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا ہے)
- **چوتھا قول**۔یہاں سکینۃ سے مراد وقار ہے (اس کو معمر نے قتادہ سے روایت کیا ہے)
- **پانچواں قول**: السکینۃ رحمت ہے۔(اس کو ربیع بن انس نے بیان کیا ہے)
- **چھٹا قول**: قرطبی نے سکینۃ کو فعیلہ کے وزن پر لیا ہے یعنی تم لوگوں نے طالوت کے معاملے میں جو اختلاف کیا ہے یہ اس کے لئے سکون کا سبب ہو گا اس کی مثال: ﴿فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾[27]، یعنی وہ چیز اتاری جس سے اس کا دل سکون پا گیا، اور اصل یہ ہے کہ اس تابوت میں انبیاء کرام کے کچھ متبرک بقایا جات اور ایسی نشانیاں تھیں جس سے نفوس کو سکون اور تقویت حاصل ہوئی۔

کلمہ سکینۃ کی لغوی دلالت کے لئے مناسب ترین بات ہم کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس صندوق کے ملنے پر دلوں پر ایسا سکون طاری ہوا جو لشکر کو مخالف کے سامنے کھڑا رہنے میں ثابت قدم کرنے کا سبب بنا[28]، اور جہاں تک دوسرے مقام کا تعلق ہے کہ: ﴿ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ أَنْزَلَ جُنُوداً لَمْ تَرَوْها وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذلِكَ جَزاءُ الْكافِرِينَ﴾-[29]

سورۃ توبہ میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدادُوا إِيماناً مَعَ إِيمانِهِمْ﴾[30]، پھر فرمایا: ﴿اذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾[31]-

ان آیات میں لفظ "السَّكِينَةَ" فعل "انزل" کے ساتھ بطور مفعول آیا ہے، اور انزال خداوندی ایک عظیم شرف ربّانی ہے جیسے فرشتوں اور قرآن کا نزول اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے ایک بلند مرتبہ عمل ہے [32]۔

اور اکثر مفسرین نے کلمة "سَكِينَةٌ" کا مذکورہ بالا استعمال سورة بقرة سے مختلف بتایا ہے، مثلا: ﴿أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ﴾ [33]، یہاں یہ احتمال ہے کہ "سَكِينَةٌ" سے مراد یقین اور دل کا قرار ہو [34]۔

اور اس بات کا ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے کلمہ "السكينة" کی اضافت اپنی ذات کے ساتھ بطور خاص اس لئے فرمائی کہ اس کی "السكينة" شان اور مقام میں اضافہ ہو، اور وہ جیسے کہ اس قول میں ہے:

﴿ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴾ [35]، اور یہ ﴿أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَةً﴾، اور یہ فرمان بھی ﴿أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَه﴾ اور حرف عطف "واو" کے بعد حرف جر علی کا اضافہ لفظ "السَّكِينَةَ" کی معنوی جدت پر دلالت کرتا ہے، اور اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دونوں جگہ "السَّكِينَةَ" مختلف دلالت کا فائدہ دے رہا ہے۔ پس "سكينة على الرسول" بطور اطمینان اور یقینی فتح ونصرت اور "سكينة على المؤمنين" میدان میں ثابت قدمی اور خوف وپریشان کے بعد بہادری کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور حرف عطف "واو" کا دخول بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ "سكينة على الرسول" کی معنوی حیثیت "سكينة على المؤمنين" سے مختلف ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان: ﴿ لا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾ [36]، ضمیر (ہ) کہ مرجع کہ بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن اکثر اہل تفسیر اور اہل لغة اس سے مراد "فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَته على ابی بكر" لیتے ہیں کیونکہ نبی معصوم ہے اور جب اللہ نے انہیں نکلنے کا حکم دیا ہے تو یقینا وہ اسے بچائے گا جس کے بدلے میں اللہ نے تسلی دے کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پر سکون کر دیا۔ جبکہ زجاج ضمیر (ہ) کے مرجع کو دونوں جگہ جائز قرار دیتے ہیں کیونکہ اگر مرجع نبی (ص) کی طرف ہے تو اللہ نے ان کے دل پر تسلی ڈال پر سکون کر دیا کہ دشمن ان تک ہر گز نہ پہنچ سکیں گے [37]۔

اور ایک مزید اہم نکتہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے رسول (ص) اور مؤمنین پر سکینة اتارنے کا اظہار تو کیا لیکن مقام بیان نہیں کیا اور اس مقام کا ذکر ﴿هُوَالَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَفِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [38] میں کیا اور بتا دیا کہ سکینة اترنے کی جگہ قلب یعنی دل ہے [39]۔

اور قرآن کریم میں "السكينة" کا نزول جنگ کی سختی اور شدت اور دشمن سے ملاقات کے وقت اللہ اور اس کے رسول اللہ (ص) کے ہاں کامیابی کے اسباب میں سے ہے۔

اب ہم کلمہ "الطمأنينة" کی طرف آتے ہیں تا کہ اس کی لغوی اور اصطلاحی رنگارنگی کو دیکھ سکیں اور پھر "السكينة" کے ساتھ اس کا ربط ثابت کر سکیں۔

کلمہ طمأنينة کے لغوی واصطلاحی معنی:

لغوی معنی:

یہ فعل ثلاثی مجرد سے طمن (ط-م-ن) ہیں اور رباعی مجرد سے طمئن (ط-م-ء-ن) سے مستعمل ہے، "اطمئن باب طمئن اطمئنان" اور یہ بھی کیا جاتا ہے اطمئنان وسکون پریشانی کے بعد حاصل ہوتا ہے، اور کلمہ "اطمأن وتطئمن"، لفظ و معنی نزدیک ہیں[40]، اور "اطمأن الرجل اطمئنان" ای سکن وہو مطمئن إلى كذا، وذلك مطمئن إليه[41]۔

اور "طامن الشیء" کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز پر سکون اور مطمئن ہو، "واطمئنان الرجل اطمئنانا وطمأنينة ای سکن "یعنی سکون حاصل ہوا۔ سیبویہ کا کہنا ہے[42] کہ اطمئنان کلمہ مقلوب ہے اور اس کا اصل طامن" ہے[43]۔ جب کہ ابو عمرو اور فراء اس کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ:

اصل معنی "اطمئنان من قلوبهم، اطمئانت الأرف وتطمئانت انخفضت"[44]۔

یعنی (ان کے دل مطمئن ہوئے، زمین ساکن ہوئی اور پست ہوئی)۔ جب لوگ کسی جگہ ٹھہریں تو کہا جاتا ہے کہ: "اطمئان بالمكان والمنزل"[45] اطمئنان وعدم القلق۔

اصطلاحی تعریف:

الطمأنينة وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی معاملے پر پختہ یقین سے حاصل ہوتی ہے[46]، کہا جاتا ہے کہ:

"السكون يقويه أمن صحيح شبيه بالعيان، وهي سكون أمن في استراحة انس"[47]۔

(مکمل امن سکون کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ وہ پر امن سکون ہے جو انسیت کے ساتھ آرام پر حاصل ہوتا ہے)۔ طمأنينة ان امور میں سے ہے جو اللہ بزرگ و برتر مؤمن کے دل سے خوف و غم کو ہٹا کر داخل کرتا ہے جب انسان تواضع وانکساری کے ساتھ اس کی بندگی کی طرف مائل ہوتا ہے، اور دل اطمئنان نہیں پاسکتا جب تک اس میں ایمان ویقین نہ ہو، اور ان دونوں کا حصول اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے ہی ممکن ہے، اور مؤمن کے سکون کے لئے سوائے احکام الٰہیہ اور شریعت محمدیہ (ص) کے اور کوئی راہ نہیں کیونکہ یہ سچا دین ہے، اس کا راستہ سیدھا ہے جو اس دین اور حامیان دین کا مددگار رہے، وہی ان کا کارساز اور دوست ہے، اور وہ اس پر مطمئن بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اسے وہی ملے گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھا ہے، اور اللہ نے جو کچھ اس کے لکھا ہے اور جو نہیں لکھا اس پر جزع فزع کرنے اور پریشان ہونے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا سوائے یقین کی کمزوری اور ایمان کی کمی کے[48]۔

کلمۃ "الطمأنينة" کا قرآن کریم میں استعمال:

یہ کلمہ قرآن میں مختلف صیغوں مختلف صیغوں، "ليطمئن، طمئن، اطمئنتم، مطمئن، مطمنين، اطمئنان، مطمئنة" میں ۱۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور معنوی لحاظ سے متقارب صیغے ہیں اور تقریباً ہر مقام پر "سکون "عدم بے چینی وعدم پریشانی" کے بعد اور دل وفکر کے سکون پر دلالت کرتا ہے۔

مقاتل نے کلمہ "طمأنينة (ط-م-ن) کے قرآن میں استعمال کہ تین معانی ذکر کئے ہیں۔[49]

ا۔ پہلا معنی: طمئن۔ سکون حاصل ہو اور یہ سورہ بقرہ کی آیات میں یوں ذکر ہے: ﴿وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾[50] یعنی جب اس کو دیکھوں تو میرا دل پر سکون ہو جائے، ارشاد ہے: ﴿وَتَطْمَئِنُّ قلوبنا﴾[51]، (یعنی جب ہم کھانے کے خوان کو دیکھیں تو ہمارے دل پر سکون ہو جائیں)، پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾[52]، (یعنی دل پر سکون ہو جائیں)۔ پھر فرمایا: ﴿ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ﴾[53]، پھر فرمان باری ہے:
﴿وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ﴾[54]، (یعنی اس سے تمہارے دل پر سکون ہوں)۔

۲۔ دوسرا معنی: اطمینان یعنی راضی ہونا، جیسا کہ فرمایا: ﴿فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ﴾[55]، یعنی اس سے راضی ہوئے، اللہ جل شانہ کا فرمان ہے: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾[56]، یعنی دل ایمان کی دولت کے سبب فرمان بردار اور راضی ہوں۔ اللہ کا یہ ارشاد ہے: ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾[57]، یعنی اللہ کے فرمان پر راضی ہوں۔

۳۔ تیسرا معنی: اطمینان یعنی اقامۃ (ٹھہرنا) اور یہ اللہ کے اس فرمان میں:
﴿فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾[58]، یعنی نماز پوری کرو۔ اور یہ ارشاد:
﴿قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ﴾[59] "مقیمین" (ٹھہرتے) یہ تینوں اسباب ہارون بن موسی القاری نے نقل کئے، اور کہا کہ یہ معانی بغیر کسی اضافے کے حاصل ہوتے ہیں[60]۔ دونوں آیتوں میں کلمۃ "لتطمئن" مکرر ذکر کیا ایسے کہ موضوع اور سیاق کی طرف اشارہ قرآن سے اللہ کی اس مدد کا اظہار ہے جو بدر کے دن مؤمنوں کو دی گئی دونوں واقعات میں فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾[61]، اور فرمایا: ﴿وما جَعَلَهُ اللَّهُ إِلاَّ بُشْرى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلاَّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[62]، جہاں تک پہلی آیۃ میں (لکم) ضمیر کا تعلق ہے جو دوسری آیۃ میں حذف کیا گیا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرشتوں کے نزول کی خبر مؤمنوں کو مدد و کامیابی کی بشارت دینے کے لئے کی ہے۔ لہذا جس طرح آل عمران میں ضمیر کا اظہار ہے اسی طرح سورۃ انفال میں ضمیر کا اخفاء ہے پس پہلے اصل ہے، اور دوسری بار اس سے بے نیاز ہے جو پہلے ذکر ہو چکا لہذا اسے دوہرائے بغیر معنی کی ادائیگی حاصل ہو رہی ہے، اور وہ اس فرمان کے مطابق ﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾[63]، پس جب فرمایا (فَاسْتَجَابَ لَكُمْ) تو اللہ نے ان کے لئے اس کو بشارت دیتے ہوئے دوسری مرتبہ (لکم) اصل پر بنا کرتے ہوئے ضمیر کا اعادہ نہیں کیا۔

جہاں تک (بہ) کی ضمیر کی تاخیر کا تعلق ہے (قلوبکم) کے بعد تو پہلی آیت میں قلوب کو چونکہ مقدم کیا گیا ہے، لہذا دوسری مرتبہ اس کو مقدم کرنے کی حاجت نہیں تھی لہذا اس میں (بہ) کی ضمیر کو مقدم کیا گیا کیونکہ مجرور بمنزلہ مفعول بہ کہ ہے اس لئے اس کی تقدیم وتاخیر اور شبہ تقدیم وتاخیر کا جواز ہے۔ سورۃ آل عمران میں مخاطبین کے اعتماد کا اظہار ہے جو فرشتوں کی مدد کی صورت میں ان کو حاصل ہوا، اور یہ اللہ نے انہیں خوشخبری کی صورت میں خبر دی ہے لہذا واجب ہے کہ دوسری آیت میں اس کو "بہ" فاعل پر مقدم کیا گیا فرمایا (وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ)[64]، جہاں تک (لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) کی لفظی دلالت کا تعلق ہے جو کہ اس آیت میں ارشاد فرمایا: ﴿وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[65]، اس میں تین اقوال ہیں۔

- **اول:** اس سے یقین میں اضافہ ہو جیسا کہ حسن، قتادہ، سعید بن جبیر اور ربیع رضی اللہ عنہم نے فرمایا:

"یہ بات نہیں کہ لِيَطْمَئِنَّ سے دل کو شک کے بعد یقین حاصل ہو کیونکہ اس میں شک کفر ہے جو کسی نبی کے لئے جائز نہیں"۔

- **دوم:** یہ ہے کہ میرا دل مطمئن ہو بیشک آپ کو میرے مسئلے سے دلچسپی ہے اور مجھے دوست بنایا، جیسا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔
- **سوم:** اس سے مراد علم الیقین نہیں بلکہ عین الیقین ہے اور یہ اخفش کا قول ہے[66]۔

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ: "ابراہیم علیہ السلام نے شک کی بنیاد پر سوال نہیں کیا، بلکہ کہا کہ بیشک مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ یہ نہیں کہا کہ هل تحی الموتی؟[67]، کیا تو مردوں کو زندہ کرے گا۔

ابن قتیبہ نے کہا کہ: "كانقلبه معلقا بان يرأى تلك،فاذا راه اطمئن وسكن وذهبت عنه محبة الرؤية"[68]، (ان کا دل موت کے بعد جی اٹھنے کا مشاہدہ کرنے کے لئے معلق تھا اور جب انہوں دیکھ لیا تو دل مطمئن ہو گیا اور اس سے دیکھنے کی محبت ہٹ گئی) اور (لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) کا معنی یہ ہے کہ میرا دل قرار پائے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ان سے اللہ نے یوں فرمایا: ﴿أَوَلَمْ تُؤْمِنْ﴾ تو اس سے ان کے اظہار کو ظاہر کر دیا تاکہ کسی کو اس کے بعد بدگمانی کا موقعہ نہ مل سکے۔ کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے انکار نہیں کیا تھا لہذا کلمہ (بلی) سے انکا اقرار کھل کر سامنے آگیا[69]، یعنی کیوں نہیں، میں ایمان لایا لیکن میں نے صرف اپنے مشاہدے کو مزید مضبوط بنانے کے لئے آپ سے سوال کیا ہے اور ایسا صرف وحی سے ہی ممکن ہو سکتا ہے[70]، دلیل کا اظہار دلوں کو مضبوط کرنے اور یقین کو پختہ کرنے کا سبب ہے۔ اور جہاں تک (النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ) کی دلالت لفظی کا تعلق ہے جو اس قول میں ارشاد ہے: ﴿يَاأَيَّتُهَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾[71]، تو اس میں تین اقوال ہیں:

- **اول۔ المؤمنة:** اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے اور زجاج نے کہا "المطمئنة بالايمان" یعنی ایمان کے ساتھ مطمئن ہوں۔
- **دوم:** اللہ کی رضا پر راضی ہونا یہ معین مجاہد نے ذکر کیا ہے۔
- **سوم:** اللہ کے وعدے پر یقین ہونا اور یہ معنی قتادہ نے کیا ہے[72]۔ اور (النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ) وہ ہے جو کہ نہ تو "امّارہ ہو اور نہ لوّامة" ہو۔

اور ﴿وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ﴾ کی لفظی دلالت میں دو اقوال ہیں جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿الَّذِينَ آمَنُواوَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِاللَّهِ أَلَابِذِكْرِاللَّهِتَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾[73]،

- **پہلا قول** یہ ہے کہ بیشک محبت اللہ کے ساتھ اور اُنسیت بھی اس سے ہے۔
- **دوسرا قول** یہ ہے کہ دل بغیر شک کہ مطمئن ہو۔[74]

زجاج نے کہا کہ جو دل اطمینان پاتے ہیں وہ مؤمنین کے دل ہوتے ہیں کیونکہ کافر کا دل غیر مطمئن ہوتا ہے[75]۔ اور اللہ کا یہ فرمان ہے ﴿أَلَابِذِكْرِاللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾[76]، بیشک اللہ کی معرفت اور عبادت میں کثرت سے اطمئنان نفس حاصل ہوتا ہے[77]۔

ابن عاشور نے کہا کہ: "اطمینان شعار ہے یقین کے لئے اور عدم شک کے لئے، کیونکہ شک اضطراب کے لئے مستعار لیا جاتا ہے، اور دونوں مرتبہ فعل مضارع کا انتخاب کیا تاکہ اطمئنان میں تجدد اور استمرار کا فائدہ حاصل ہو۔ اور یقین کے ساتھ شک اور تردد مل نہیں سکتے"[78]۔

- **کلمة "السكينة" اور "الطمأنينة" پر دلالت کرنے والے الفاظ:**

کلمہ سکینۃ اور طمأنینۃ پر دلالت کرنے والے الفاظ قرآن کے اندر مجال دلالت کی روح سے پائے جاتے ہیں، کیونکہ قرآنی تعبیر اپنے بیان و تفصیل میں نادر و نایاب ہے، اور اس سے پہلے ایسی کوئی تعبیر نہیں پائی جاتی اور نہ ہی کبھی اسکے بعد کوئی تعبیر مل سکے گی، کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اور قرآن کریم اپنے الفاظ کے انتخاب اور کلمات کی صفائی میں انتہائی لطیف و عمیق ہے۔ جب بھی کسی کلمہ کو منتخب کرتا ہے تو چاہے وہ معرفۃ کی صورت میں کرے یا نکرۃ کی صورت میں، ہر دو مقامات پر اس انتخاب کی اپنی غرض و غایت ہوتی ہے۔ اگر کوئی کلمہ مفرد لایا جاتا ہے یا جمع، تو کلام کے تقاضے کے عین مطابق اور تقاضائے حال کے مناسب ہوتا ہے، کبھی کسی کلمہ کو چنا جاتا ہے اور کبھی کسی کو چھوڑا جاتا ہے۔ اس کی اشتراکی دلالت کی وجہ یہ ہے کہ بزرگ و برتر کتاب کلمات کو ان کے حساس ترین مقام پر رکھتی ہے جو اس کی معنوی دلالت کی وسعت پر ثبوت فراہم کرتی ہے، اور اس کی روشن شعاعیں اس اہم ترین معنی کو پیش کرتی ہیں جو کہ اس فکر کا مرکز ہیں۔

اب ہم ان فروق دلالیۃ کو بیان کرتے ہیں جو کہ کلمہ **سکینۃ** اور **طمأنینۃ** کی لفظی دلالت کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہیں۔ گذشتہ بحث اس دلالی توافق پر ایک ثبوت فراہم کرے گی یعنی دونوں کلمے کن کن معانی میں دلالت لفظی کی بنیاد پر متفق ہیں۔

- ✓ **معنی اولی:** الخبات جس کا مادہ اصلیہ خ۔ ب۔ ت۔ ہے جس کے معنی عاجزی کے ہیں، کہا جاتا ہے: "اخبت، یخبت إخباتا، إذا اخضع وأخبت إلى الله[79]، جب کوئی اللہ کے لئے عاجزی و انکساری اختیار کرے تو کہا جاتا ہے وہ جھکا، عاجز ہوا، اور خبت کے معنی مطمئن کے ہیں، اور کہا جاتا ہے "**اخبت الرجل**"، جب کوئی شخص جھکے یا نرم زمین پر اترے پھرے، خبت کا استعمال نرمی اور انکساری کے لئے بھی ہوتا ہے[80]، اور جو اللہ کے لئے جھکے اور زمین کے ساتھ لگ کر رہے اور اطمأن اور سکن یعنی مطمئن اور پر سکون ہو۔

المخبت وہ شخص ہے جو اللہ کی طرف جھکے اور اس کی بندگی اس کے لئے خشوع و خضوع کے ساتھ کرتے ہوئے دوسروں سے کٹ کر رہے۔ **الإخبات**، قلبی معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تقوی کا خزینہ ہے لفظ إخبات حرف جر (إلی) کے ذریعے سے متعدی ہوتا ہے۔ جب آپ کہیں کہ " أخبت فلان إلى فلان "، تو اس کا معنی ہے کہ وہ اس سے مطمئن ہوگیا، اور جب یوں کہیں کہ: " اخبت له "، تو اس کا معنی ہے وہ جھکا اور عاجزی اختیار کی[81]۔ لفظ (الإخبات) قرآن حکیم میں تین مرتبہ متقارب معنی میں استعمال ہوا ہے جو کہ " سکینۃ، طمأنینۃ اور خشوع و انابت ہے"، اور یہ اس مبارک قول میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَى رَبِّهِمْ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾[82]۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ "اخبتوا" سے مراد رجوع کرنا ہے، مجاہد فرماتے ہیں: "اطاعوا"، یعنی فرمانبرداری ہے"، قتادہ فرماتے ہیں: "**خشعوا وخضعوا**"، یعنی عاجزی و انکساری ہے"، مقاتل فرماتے ہیں: " **اخلصوا**"، یعنی خالص ہونا ہے۔ والإخبات الخشوع والإطمئنان والإنابت إلى الله عزوجل[83]، اشارہ کرتا ہے ان اعمال کی طرف کہ آخرت میں ان کا فائدہ صرف قلبی کیفیت کی وجہ سے ہوگا۔ پھر "إخبات" کی وضاحت طمأنینۃ سے کی تاکہ یہ واضح ہوسکے کہ جب لوگ اللہ کی بندگی

کریں تو عبادت کی ادائیگی میں ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہوں اور ماسوا اللہ کے ہر جانب سے کٹ کر صرف اسی کی طرف متوجہ ہوں[84]۔

امام جوزی نے فرمایا کہ (اخبتوا) کا معنی اللہ کا خوف ہے یا اللہ کی طرف رجوع ہے یا اس کی طرف توجہ ہے یا اخلاص ہے یا خضوع یا انکساری ہے اور مطلب یہ ہے کہ: "وجهوا خوضهم وخشوعتهم واخلاصهم الى ربهم واطمانوا الى ربهم"، وہ اپنے خوف، عاجزی اور اخلاص کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے رب کے پاس اطمینان پایا)- اور اللہ کا یہ فرمان: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنا مَنْسَكاً لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلى ما رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعامِ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ واحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾[85]، یہاں جو مخبتین کا صیغہ آیۃ میں آیا ہے تو اس سے مراد اطمینان پانے والے (**مطمئنين**) لوگ ہیں، یعنی اللہ یوں فرماتا ہے کہ "اے محمد (ص) اللہ کے آگے فرمانبرداری سے جھکنے والے، بندگی کے یقین کے ساتھ، توبہ کے ذریعے متوجہ ہونے والے لوگوں کو خوشخبری سنا دو۔

اور مجاہد سے روایت ہے کہ بیشک (**وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ**) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سے راضی ہونے والوں کو خوشخبری سناؤ- اللہ سبحانہ وتعالی (**مُخْبِتِين**) کو چار مزید صفات سے متصف فرماتے ہیں، جو کہ یہ ہیں:

1) اللہ کے ذکر پر دل کا ڈرنا، 2) اس کی راہ میں پہنچنے والی تکالیف پر صبر کرنا، 3) نماز قائم کرنا، 4) اور اس کی راہ میں خرچ کرنا- اور یہ چار کی چار صفات تواضع وانکساری کی مظہر ہیں[86]۔

اور یہ اللہ کے اس فرمان میں ہیں: ﴿ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾[87]، تو اس فتخبن کا کلمہ خضوع کے معنی میں ہے[88]، یعنی قرآن کے سامنے جھک جاتے ہیں اور آیات کریمہ کے معانی ومفہوم سے مطمئن ہو جاتے ہیں (اہل علم جان لیں کہ اللہ نے یہ قرآن اتارا تاکہ اس کی آیات کو محکم رکھے اپنے رسول پر، اور منسوخ کرے اس کو جو شیطان القاء کرے، اور یہ سچ ہے آپ کے رب کی طرف سے اے محمد (ص) پس لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور ان کے دل اس کی عظمت کے سامنے جھک گئے اور ان کے دلوں نے اس کا اقرار کیا۔

✓ معنی دوم: الهون (سکون)

دوسرا معنی جو دونوں کلموں کے درمیان مشترک ہے وہ الھون ہے یہ (هان ، يهون) سے مصدر ہے جس کے معنی سکون ووقار ہے۔ اور یہ لفظ سکون یا سكينة یا جھکنے پر دلالت کرتا ہے، الھون: السكينة اور وقار ہے، کہا جاتا ہے:

"هان الامر على فلان سهل"، یعنی فلاں پر یہ معاملہ آسان ہوا- "**الهَون**" کے معنی هاء کے زبر کے ساتھ نرمی ہے[89]۔

لفظ (**الهَون**) اللہ کے کلام میں ایک مقام پر ذکر ہوا ہے اور وہ ارشاد یوں ہے:

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾[90]، یعنی وقار اور حیا والے، اور ان سے کوئی حماقت سرزد نہیں ہوتی اور اگر کوئی ان سے احمقانہ پن برتے تو برداشت کرتے ہیں۔

الضحاک فرماتے ہیں کہ: "اہل تقوی جہالت نہیں برتتے"، زجاج نے فرمایا: "وہ سکون وقار اور تحمل سے چلتے ہیں"، آیۃ میں یہ کلمہ مشی کے لئے بطور صفت مصدری شکل میں آیا ہے، یعنی ایسی چال جس میں قدم زور سے نہیں مارا جاتا ہے، بلکہ آرام سے زمین پر پڑتا ہے، یہ چال متکبرین اور خود پسند لوگوں کی چال سے جدا ہوتی ہے جنہیں اپنی طاقت اور خود پر ناز ہوتا ہے۔ (**الهون**) تواضع کے ساتھ اللہ کے لئے

اٹھنے والا بہترین اخلاق سے متصف ہوتا ہے،اس میں ایمان والے ان لوگوں کے بالکل برعکس چلتے ہیں جو دور جاہلیت کے متکبرین چلتے تھے[91]،یعنی(الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا) یہ لوگ سکون وو قار سے چلتے ہیں۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے فرمایا:"وقار اور سکون سے چلنا ہے"،ابن بکر نے فرمایا:"سکون وو قار سے نہ کہ سختی اور تکبر سے"،اور طبری نے فرمایا:"وہ زمین پر فرمانبرداری سے چلتے ہیں، بردبار اور علم والے ہیں،اور وہ جہالت نہیں کرتے"[92]۔

اور یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ (الھون)ایسی(المشی)چال کی صفت ہے جو اطمئنان قلب کے ساتھ ہو،اور وہ اللہ سبحانہ کی طرف سے اطمئنان پانے والے ہو،نہ کہ صرف چال(المشی) کی صفت۔

✓ **معنی سوم:وقار**

السکینة اور طمأنینة کے درمیان تیسری معنوی دلالت **كلمة** "وقار" ہے جس کے لغوی معنی سکون اور سنجیدگی ہے، کہا جاتاہے رجل وقور، وقار، متوقر، ذوحلم ورزو(الوقر)واو کے زبر کے ساتھ کلمہ "وقر"سماعة پر بھاری پن کے لئے استعمال ہوتاہے، یا بہرے پن کے لئے آتاہے اور وقر بوجھ کو بھی کہا جاتاہے،اور وقار، بردباری، سنجیدگی اور سکون کے لئے استعمال ہوتاہے[93]۔

امام راغب نے فرمایا[94]:"الوقار هو السكون والحلم يقال هووقور،وقار،ومتوقر"، اور وقر بھینسوں کے اس بڑے ریوڑ کو کہتے ہیں تو کثرت تعداد کی وجہ سے آہستہ آہستہ چلے"۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ:"کلمہ (سكينة)اور(وقار) کے درمیان ظاہری فرق یہ ہے کہ سکینہ حرکت میں آہستگی اور فضولیات سے اجتناب کے معنی دیتاہے،جب کہ وقار نظر کی پستی اور آواز کی آہستگی کے لئے آتاہے۔

ابو ہلال عسکری کا کہنا ہے کہ:"بیشک وقار وہ سکون ہے جو مجلس میں کم سے کم حرکت کرناہے،اطراف کو پر سکون رکھناہے، غصے کے وقت جذباتی پن کو چھوڑنے لئے بھی آتاہے،اور یہ (الوقر) سے ماخوذ ہے جس کے معنی اونٹ کے ہیں،اس لئے اس کے ساتھ اللہ کو متصف کرنا جائز نہیں،اورانہوں نے سکینة اور وقار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:"سکینة میں ہیبت ہوتی بھی ہے اور نہیں بھی ہوتی جب کہ وقار میں صرف ہیبت ہوتی ہے"۔

قرآن کریم میں کلمہ وقار صرف ایک مرتبہ آیاہے جیسا کہ ارشاد ہے:﴿مَالَكُمْ لَاتَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾[95]،امام جوزی فرماتے ہیں کہ اس میں چار آراء ہیں:

۱)تم اللہ کے لئے عظمت نہیں دیکھتے۔۲)تم اللہ کی عظمت سے ڈرتے نہیں-3)۔تم اللہ کی اطاعت نہیں کرتے۔

۴۔تم ایمان وتوحید کی بھلائی نہیں چاہتے[96]۔

مراد یہ ہے کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت وجلال کا اعتقاد نہیں رکھتے،نہ تم اس کا مشاہدہ کرتے ہو،اور نہ اس کی شان سے ڈرتے ہو،کیونکہ مشاہدہ غور کرنے کی صلاحیت سے حاصل ہوتاہے، جس شخص کی فکر قوی نہیں ہوگی اس کا مشاہدہ کمزور ہوگا۔لہذا یہ زیادہ مناسب ہے کہ ہم کلمہ (وقار) کی دلالت آیت کے سیاق سے عظمت کے معنی میں مراد لیں،اور وقار درحقیقت سکون اور بردباری ہے، یہاں یہ عظمت کے معنی میں ہے"[97]۔

(وقرن) کی دلالت جو کہ ارشاد باری تعالی میں ہے:﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ﴾[98]۔

اس کی معنوی دلالت کے بارے میں اہل لغت کے نزدیک مختلف وضاحتیں پائی جاتی ہیں۔ابن الفارس کہتاہے:

"یہ (جلوس) بیٹھنا کے معنی میں ہے، اور بعض نے کہا کہ: "یہ وقار سے ہے"[99]، امام راغب نے فرمایا: "کہا جاتا ہے کہ یہ وقار سے ہے، بعض نے کہا کہ "وقرت، اقرو قرء کے معنی (جلست) بیٹھی ہے"[100]۔

اور امام ابن الجوزی نے فرمایا: "بیشک مفسرین اس آیت کا معنی یہ فرماتے ہیں کہ: "ان کے لئے حکم ہے کہ گھر میں وقار اور سکون سے بیٹھیں اور گھروں سے باہر نہ نکلیں۔[101]

سکینة اورطمأنينة کی دلالت لفظیة کافرق:

قرآن حکیم میں سمجھنے، سوچنے اور فکر کرنے کا ایک مقام دل ہے جیسا کہ اللہ کے اس فرمان میں ہے:

﴿أَفَلَايَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾[102]، اور یہی عقیدے کی جگہ ہے، اور یہی سکون اور طمأنينة کا مقام بھی ہے کلمہ سکینۃ اور طمأنينة قرآن پاک میں کئی مواقع پر متقارب معنی میں استعمال ہوا ہے نہ کہ متحد معنی میں-الہروی نے کہا کہ:" بين السكينة والطمأنينة فرقان"۔ سکینۃ اور طمأنينة میں دو فرق ہیں: 1)اول: سکینۃ میں ہیبت اور خوف پایا جاتا ہے جب کہ طمأنينة میں امن اور آرام پایا جاتا ہے۔

2)دوم: سکینہ بطور صفت آتی ہے کبھی ایک جگہ اور کبھی دوسری جگہ، جب کہ طمأنينة ایک ایسی صفت کے طور پر آتی ہے جو اپنے موصوف کو چھوڑتی نہیں-ابن القیم الجوزی نے اس پر مزید اضافہ کرتے ہوئے فرمایا:

"وہ چیز جو ہمیں دونوں کے درمیان فرق کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے، سکینۃ پانے والے کو اس کے مقصد اور غرض کے حصول میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، جب اسکا سامنا دشمن سے ہوتا ہے خاص طور پر اس مقام پر جہاں دشمن اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ پس آخر میں دشمن اس سے بھاگ جاتا ہے اور اس کا خوف دور ہو جاتا ہے اور اسے سکون مل جاتا ہے اور "طمأنينة" کھلے ہوئے قلعے کی مانند ہے جس میں داخل ہونے والا داخل ہو کر امن پاتا ہے اور اپنے ساتھی کو بھی مضبوطی عطا کرتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ طمأنينة یقین اور کامیابی کا علم یقینی ہے، جب کہ سکینۃ خوف اور ہیبت کے وقت دل کا سکون پانا ہے اور دل سے پریشانی اور ڈر کا زائل ہونا ہے۔ اور یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ مفسرین کے نزدیک سکینۃ حسی اور معنوی ہے، جب کہ طمأنينة صرف معنوی ہے، سکینۃ کامیابی کا اوزار ہے جو دشمن کے دلوں کو خالی کرتا ہے-اور طمأنينة کامیابی کا آلہ ہے، سکینہ ربّانی ہدیہ ہے جب کہ طمأنينة محنت سے ملتا ہے سکینۃ اللہ نے اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتاری اور یہ حق کے لطائف میں سے ہے۔ اور سکینۃ کے ساتھ تابوت والی آیت میں فعل " انزل" آیا ہے، جو اللہ نے فرمایا: ﴿وَقَالَ لَهُم نَبِيُّهُم إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ﴾[103]-

اور سکینۃ اللہ نے اپنے رسول اور ایمان والوں پر ہجرت کے دن اور یوم حنین میں اصحاب حدیبیہ پر اور خوف اور سختی کے موقع پر اتاری، جب کہ طمأنينة مؤمنوں کے دلوں پر سختی اور خوف کے مواقع پر اور اس کے علاوہ دوسرے مواقع پر بھی عطا کی-اور اللہ نے طمأنينة سے مؤمنین کے دلوں کو بھرا، جب کہ سکینۃ سے خاص دلوں کو نوازا۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ کلمہ "السکینۃ اور الطمأنينة" کی دلالت لفظیہ کے لئے قرآن کریم سے خاص الفاظ کو چنا اور ان سے مندرجہ ذیل نتائج فراہم کرنا ہے،

- ۔کلمہ (السکینة)قرآن کریم میں چھ مواقعہ پر آیا ہے اور اور اسمیں مفسرین کے درمیان صرف ایک مقام پر دلالت معنویہ پر اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ﴾[104]۔

- ۔اللہ سبحانہ وتعالی نے تین مواقع پر کلمہ سکینۃ کی نسبت اپنی ذات کے ساتھ کر کے اس کی عظمت اور شان میں اضافہ کیا ہے۔
- ۔السکینۃ اللہ کی ہبات (عطاء) میں سے ہے، اس لئے اس کے ساتھ مرتبہ فعل "أنزل" کا ذکر کیا ہے، اور اس کا مقام نزول دل بنایا ہے یعنی کہ یہ دل پر اترتی ہے۔
- ۔یہ جنگ کے موقع پر دشمن کے ساتھ مقابلے کے وقت اترتی ہے اور کامیابی کے ان اسباب میں سے ہوتی ہے جس کا نبی اور اس کے أصحاب سے وعدہ کیا گیا۔
- ۔سکینۃ قرآن میں فعیلہ کے وزن بمعنی سکون ہے۔
- ۔کلمۃ طمأنینۃ قرآن حکیم میں اطمئنان قلب اور ٹھہراؤ کے لئے آتا ہے۔
- ۔طمأنینۃ قرآن حکیم میں ۱۳ مرتبہ مختلف صیغوں میں آیا ہے، اور یہ عدم اضطراب یعنی سکون کو ظاہر کرتا ہے۔
- ۔طمأنینۃ احساسات میں سے ہے، اس لئے اللہ تعالی یہ کیفیت مؤمن کے دل میں اس وقت پیدا کرتا ہے جب وہ اس کی عبادت کے لئے یکسوئی، عاجزی وانکساری سے متوجہ ہوتا ہے۔
- ۔طمأنینۃ کا مقام دل وجان ہے، اور وہ اس طرح کہ برائی کا حکم دینے والے اور ملامت والے نہ ہوں (امّارہ اور لوّامہ نہ ہوں)۔
- ۔السکینة اور الطمأنینة کی دلالتِ لفظیہ میں خاص ترین بات یہ ہے کہ سیاقِ کلام سے جدا ہو کر دونوں ایک ہی معنی دیتے ہیں۔ تمام معاجم وضاحت اور فہم کے لحاظ سے دونوں کلمات کو ایک ہی معنی کا جامہ پہناتی ہیں۔
- ۔اور یہ بات واضح ہوگئی کہ کلمہ " السکینة اور الطمأنینة " کی دلالت لفظیہ (إخبات) (الهون) اور (الوقار) کے کلمات میں ایک معنی دیتے ہیں اور یہ تینوں دلالات معنی متقارب ہیں نہ کہ متحد معنی۔

حوالہ جات

1 ابن فارس، ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغة، داراحیاء التراث العربي، بیروت، 2008ء، 464۔
Ibn –e- Faris, Abu Al-Hussein Ahmed bin Faris bin Zakaria, Muajam Maqyees ul Lugha, Reseach: Muhammad Awad Marib and Fatima Muhammad Aslan, Dar Al-Ahiya Al-Turath Al-Arabi, 2008 AD, 464.

2 الفتح48: 4۔

Al-Fath 48: 4.

3 راغب الاصفہاني، ابوالقاسم الحسین بن محمد، معجم مفردات القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2004ء، 266۔
Raghib al-Isfahani, Abu al-Qasim al-Husayn bin Muhammad, Mujam Mufradaat-ul- Qur'an, Reseach: Ibrahim Shams al-Din, Dar al-Kutub-Al-Ilmiyya, Beirut, Lebanon, 2004 AD, 266.

4 ابن منظور، جمال الدین محمد افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1994ء، 247/2۔
Sad , Beirut,1994 Ibn Manzur, Jamal al-Din Muhammad, , Lisan al-Arab, Lebanon, Dar AD, 247/2.

5 نفس مصدر، 248/2۔
The same source, 248/2.

6 السیوطي، جلال الدین عبدالرحمن، الاِتقان في علوم القرآن، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2007ء، 431/2۔
Al-Suyuti , Jalaluddin Abdul Rahman, Alitqaan fi Uloomil Qur'an, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirut, 2007 AD, 431/2.

7 ابو بکر الانباری، محمد بن قاسم بن محمد بن بشار، الزاہر فی معانی کلمات الناس، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1992ء، 370/1۔
Abu Bakr Al-Anbari, Muhammad bin Qasim bin Al-Anbari, Al-Zahir fi Kalmaat il Nas , Al-Resala Foundation, Beirut,1992 AD, 370/1.

8 البقرۃ2:248۔
Al-Baqarah 2: 248.

9 ابو ہلال العسکری، الفروق اللغویۃ، تحقیق: ابو عمرو عماد زکي البارودی، 214۔
Abu Hilal Al-Askari, Alfurooq Alughawiya , Reseach: Abu Amr Imad Zaki Al-Barawi, 214.

10 خازن، علاء الدین محمد بن ابراہیم، لباب التاویل فی معانی التنزیل، دار الفکر، بیروت1979ء، 189/6۔
Al-Khazen , Aladdin bin Muhammad, Lubab-ul-Taveel fi maani al-Tanzeel, Dar Al-Fikr, 1979 AD, 189/6.

11 الجوہری، ابو نصر اسماعیل بن حماد الفارابی، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، تحقیق: احمد عبد الغفور عطار، دار العلم للملایین، 1956ء، 12/8۔

Al-Jawhari , Ismail bin Hammad, Al-Sihah Taj Al-Lughah and Sahih Al-Arabiyya,: Reseach: Ahmed Abdel Ghafour Attar, Dar Al-Ilm Lil-Millain, 1st edition, 1956 AD, 12/8.

12 ابراھیم مصطفیٰ،المعجم الوسیط، تحقیق: مجمع اللغة العربیة،دارالدعوة،القاھرة،440/1–

Academy, Dar al-Ibrahim Mustafa , Almujam Alwaseet, Reseach: Arabic Language Da'wa, Cairo, 440/1.

13 الجرجانی، علي بن محمد علي،التعریفات، تحقیق: عادل أبو خضر،داالرلمعرفة،بیروت،2007ء،113۔

Al-Jurjani, Ali bin Muhammad Ali , Al-Tarifaat, Reseach: Adel. Abu .Khader, Dar-ul-fikar, Beirut, 2007 AD, 113.

14 ابن قتیبہ،ابو محمد عبداللہ بن مسلم الدینوری، تفسیر غریب القرآن، تحقیق:احمد صقر،دارالکتب العلمیة،بیروت،196۔

Ibn Qatabiyyah , Abu Muhammad Abdullah bin Muslim, Tafseer Gareeb-ul- Qur’an, Reseach: Ahmed Saqr, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirut,196.

15 الماوردي،ابوالحسن علي بن محمد،النکت والعیون،دارالکتب العلمیة،بیروت،334/1۔

Al-Mawardi, Abu Al-Hasan Ali bin Muhammad, Al-Nukat wal Uyoon , Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, Beirut, 334/1 .

16 المناوی، محمد عبدالرؤوف،التوقیف علی مھمات التعاریف، تحقیق: محمد رضوان الاریة،دارالفکر المعاصر،دمشق،1410ھ،410۔

Al-Manawi , Muhammad Abd al-Raouf, At-Touqeef ala Muhimaat Attareef, Reseach: Muhammad Radwan al-Arayya, Dar al-Fikr al-Mu’asamir , Damascus , 1410 AH, 410.

17 الانعام6:96۔

Al-An'am 6: 96.

18 یونس10:67۔

Yunus 10: 67.

19 ابراہیم14:14۔

Ibrahim 14: 14.

20 ابراہیم14:45۔

Ibrahim 14: 45.

21 البقرة2:35۔

Al-Baqarah 2: 35.

22 اعراف7:189۔

Araf 7:189.

[23] توبہ103:9۔

At-Tuba 9:103.

[24] الفتح18:48۔

Al-Fath 48:18.

[25] البقرۃ248:2۔

Albaqarah 2:248.

[26] ابن قیم الجوزیۃ،ابو عبداللہ محمد بن ابي بکر، مدارج السالکین،المکتب الثقافي للنشر والتوزیع، 2001ء،208/2۔

Ibn Qayem Al-Jawziya, Abu Abdullah Muhammad Bin Abi Bakr, Madarij al-Salikeen, Al-Maktab Al-Thaqafi li Nashr wa Al-Tawdhee, 2001 AD, 208/2.

[27] التوبہ40:9۔

Attuba 9:40.

[28] سمرقندی،ابواللیث نصر بن محمد، بحر العلوم، تحقیق: محمد والمطرجي،دار الفکر، بیروت،199/1–

Al-Samarqandi , Abu al-Layth Nasr bin Muhammad, Bahr al-Ulum, Reseach: Muhammadu al-Matarji, Dar al-Fikr, Beirut,199/1.

[29] التوبۃ:26:9۔

Attuba 9: 26.

[30] الفتح4:48۔

Al-Fath 48: 4.

[31] الفتح26:48۔

Al-Fath 26

[32] تفسیر البیضاوی،دار الفکر، بیروت،563/1۔

Tafseer Al-Biadhawi, Dar-ul- Fikr, Beirut, 563/1.

[33] البقرۃ248:2۔

Al-Baqarah 2:248.

[34] تفسیر البیضاوی،563/1۔

Tafseer Al-Biadhawi, Dar-ul- Fikr, Beirut, 563/1.

[35] توبۃ26:9۔

Attuba 9: 26.

[36] توبۃ40:9۔

Attuba 9: 40.

[37] مدارج السالکین،218/2۔

Madarij al-Salikeen, 218/2.

[38] الفتح4:48۔

Al-Fath 48 :4.

39 زاد المسیر،327/4۔

Zad al-Masir, 327/4.

40 تہذیب معاني القرآن،106/3۔

Tahdheeb Ma'ani al-Qur'an, 106/3.

41 المصدر السابق،310۔

Previous source, 310.

42 سیبویہ،ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر،الکتاب، تحقیق: عبدالسلام محمد ھارون،الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب،60/2۔

Sibawayh, Abu Bashr Amar Bin Usman Bin Qanbar, Alkitaab, Research: Abdul Salam Muhammad Haroon, Al- Hay'aa Al-Misriyah Al-AAmah Lil-Kitab, 60/2.

43 التحریر والتنویر،106/13۔

Attahrer Wal-Tanveer, 106/13.

44 المصدر السابق،137/13۔

Previous source ,137/13.

45 مقاییس اللغۃ،321۔

Maqayees-ul-lugha, 321.

46 المفردات،158۔

Almufradaat, 158.

47 ابن القطاع،ابو القاسم علي بن جفعر بن القطاع،کتاب الأفعال،عالم الکتب،بیروت،311/1۔

Ibn Al-Qatta', Abu Al-Qasim Ali bin Jafar, Kitaabul Afaal, Alam Al-Kutub, Beirut, 311/1.

48 لباب التأویل،21/3۔

Lubab-ul-Taveel, 21/3.

49 الجامع الأحکام القرآن،21/9.

Al-Jami' Li-Ahkam Al-Qur'an, 21/9.

50 البقرۃ2:260۔

Al-Baqarah 2: 260.

51 المائدۃ5:113۔

Al-Ma'idah 5: 113.

52 الرعد13:28۔

Al-Raad 13: 28.

53 آل عمران3:126۔

Aal-e- Imran 3: 126.

54 الانفال8:10۔

Al-Anfal 8:10.

55 الحج22:11۔

Al-Hajj 22: 11.

56 النحل16:106۔

Al-Nahal 16:106.

57 لفجر89:27۔

Al-Fajr 89: 27.

58 النساء4:103۔

AL-Nisa 4:103.

59 الاسراء17:95۔

Al-Isra 17: 95.

60 مفاتیح الغیب،167/17۔

Mafateeh -ul-Ghaib, 167/17.

61 آل عمران3:126۔

Al Imran 3:126.

62 الانفال8:10۔

Al-Anfal 8:10.

63 الانفال8:9۔

Al-Anfal 8: 9.

64 زادالمسیر،92-93/4۔

Zad al-Masir, 92-93/4.

65 البقرۃ2:260۔

Al-Baqarah 2: 260.

66 طبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، تحقیق: احمد محمد شاکر موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2000ء، 628/18۔

Tabari, Muhammad Bin Jrir Bin Yazeed, Jamay Al-Bayan An Taweel Ayah Al-Quran, Research: Ahmad Shakir, Moassisah Al-Risala, Beirut, 2000 AD, 628/18.

67 مدارج السالکین، 208/2۔

Madarij al-Salikeen, 208.

68 تفسیر غریب القرآن، 196۔

Garaib-ul-Quran, 196.

69 الفراہیدی، ابو عبدالرحمن الخلیل بن احمد، کتاب العین، تحقیق: مهدي المخزومی وابراهيم السامرائي، دار مکتبۃ الهلال، د.ت، 92/4۔

Al-Farahidi, Abu Abd –ur- Rahman Khalil Bin Ahmad, Kitab –ul- Ain, Research: Mahdi Al-makhzomi & Ibrahim Al-Samrai, Dra Maktaba Al-Hilal, 92/4.

70 مقاییس اللغة،1019۔

Maqyees-ul-Lugha, 1019.

71 الفجر89:27۔

Fajr 89: 27.

72 المفردات،579۔

Almufridaat, 579.

73 الرعد13:28۔

Araad 13: 28.

74 تفسیر غریب القرآن،213/1۔

Tafseer Garaib –ul- Quran, 213/1.

75 النیسابوري،ابواسحاق احمد بن محمد،الکشف والبیان، تحقیق: ابو محمد بن عاشور،داراحیاء التراث العربي، بیروت،2002ء،145/7۔

Al-Naysaburi, Abu Ishaq Ahmad bin Muhammad, Al-Kashf Wal Bayaan , Research: Abu Muhammad bin Ashour, Dar Ihyaa Turasul Arbi, Beirut, 2002 AD, 145/7.

76 لرعد13:28۔

Al-Raad 13: 28.

77 تھذیب اعراب القرآن،56/4۔

Tahzeeb Eraab-ul-Quran, 56/4.

78 التحریر والتنویر،16،259۔

Al-Tahreer wal Tanveer, 16, 259.

79 التحریر والتنویر،16،259۔

Al-Tahreer wal Tanveer, 17, 475.

80 الواحدي، علي بن احمد الواحدي،الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز، تحقیق: صفوان عدنان داودي،دار القلم،دمشق،1415ھ،189/6۔

Al-Wahidi, Ali bin Ahmad, Al-Wajeez fi Tafsir al-Kitab al-Aziz, Reseach: Safwan Adnan Daoudi, Dar al-Qalam, Damascus, 1415 AH, 189/6.

81 زادالمسیر،101/6۔

Zad al-Masir: 6/101.

82 ھود23:11۔

Hood 11: 23.

83 تفسیر القرآن العظیم،666/1۔

Tafseer Al-Quran Al-Azeem, 666/1.

84 اسماعیل حقی،إسماعیل بن حقي مصطفی الاستانبولي، تفسیر روح البیان،دار أحیاء التراث العربي، بیروت،136/10۔

Haqqi , Ismail bin Haqqi Mustafa al-Istanbouli, Tafsir Ruh al-Bayan, , Dar Ihyaa Al-Arabi, Beirut, 136/10.

85 الحج22:34۔

Al-Hajj 22: 34.

86 لسان العرب،438/13۔

Lisan al-Arab, 438/13.

87 الحج22:54۔

Al-Hajj 22: 54.

88 لسان العرب،289/5.

Lisan al-Arab, 289/5.

89 ابن سیدۃ، ابوالحسن علي بن اسماعیل، المخصص، تحقیق: خلیل ابراھیم جفال، داراحیاء التراث العربي، بیروت، 1996ء، 252/1۔

Ibn Sayyida, Abu Al-Hasan Ali bin Ismail, Al-Mukhass, , Research: Khalil Ibrahim Jaffal, Dar Ihya Al-Turas Al-Arabi, Beirut, 1996 AD, 252/1.

90 الفرقان25:63۔

AL-Furqan 25: 63.

91 لسان العرب،290/5۔

Lisan al-Arab, 290/5.

92 ابن عجیبہ، ابوالعباس احمد بن محمد بن المھدی، البحر المدید، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 2002ء، 218/8۔

Ibn –e- Ajiba, Abu Al-Abbas Ahmed bin Muhammad bin Al-Mahdi, Al-Bahr Al-Madid, Dar-ul-kutub Alilmiyaa, Beirut , 2002 AD, 218/8.

93 المخصص، 252/1۔

Al-Mukhassas, 252/1.

94 معجم مفردات القرآن، 266۔

Mujam Mufraddat ul Quran, 266.

95 نوح71:13۔

Noah 71: 13.

96 مقاییس اللغۃ، 1061۔

Maqayees-ul-lugha, 1061.

97 الفروق اللغویۃ، 214،213۔

Alfarooq Aluhgwiya, 213-214.

98 الاحزاب33:37۔

Al-Ahzaab 33: 37.

99 زادالمسیر،379/6۔

Zad al-Masir, 379/6.

100 منازل السائرین،31۔

Manzil Asaerren, 31.

101 مدارج السالکین،17-22/2۔

Madarij al-Salikeen, 17-22/2.

102 محمد آیت24:47۔

Muhammad 47 : 24.

103 البقرۃ248:2۔

Al-Baqarah 2: 248

104 االبقرۃ248:2۔

Al-Baqarah 2: 248